DEPARTMENT OF URDU

Langat Singh College, Muzaffarpur

NAAC Grade – 'A'

(A Constituent unit of B.R.A. Bihar University, Muzaffarpur)

DR. MUSTAFIZ AHAD
Assistant Professor
Mob- 9955722260, 9472079131

Email:- ahadmustafiz@gmail.com
lscollegeprincipal@gmail.com

Ref. No:........................ Date :........................

B.A. Urdu (Hons) Part II

Paper III

Topic -1 Meer Anees ki Marsia Nigari

M. Ahad
26/7/20

B.A. Urdu (Hon) Part II
Paper – III

ڈاکٹر مستعبط احمد

میر انیس کی مرثیہ نگاری

انیس کا تعارف :- میر ببر علی انیس کا اصل نام میر ببر علی اور انیس تخلص تھا۔ میر محمد مستحسن خلیق کے بیٹے تھے۔ فیض آباد میں پیدا ہوئے مگر کم سنی میں ہی والد کے ساتھ لکھنؤ چلے آئے۔ پروفیسر نورالحسن نقوی کے مطابق 1801ء میں پیدا ہوئے اور 1874ء میں انتقال کر گئے۔ جب والد کے ساتھ لکھنؤ آ گئے تو اس وقت کے نامور علماء سے عربی فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ ماہیئت کا مطالعہ کیا، شہ سواری اور سپہ گری کا فن ماہرین سے سیکھا۔ شعر و شاعری ان کے خاندان میں سات پشتوں سے چلا آ رہا ہے۔ میر غلام حسین ضاحک جو میر حسن کے والد تھے انیس کے جد امجد میں سے ہیں۔ ابتدا میں طبیعت غزل کی طرف مائل ہوئی لیکن بعد میں دادا اور والد کے دباؤ میں مرثیہ گوئی کی طرف آ گئے۔ اردو کے عظیم شاعروں میں انیس کا نام لیا جاتا ہے۔ ان کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے صنف مرثیہ کو بام عروج پر پہنچا دیا اور اسے ایسا عروج دیا کہ مرثیے میں مزید ترقی کے امکانات ہی ختم ہو گئے۔ مرثیہ نگار انیس کے بعد بھی پیدا ہوئے لیکن ان میں سے کوئی بھی اس صنف سخن میں اضافہ نہ کر سکا۔ سچ بات تو یہ ہے کہ انیس کے نزدیک مرثیہ گوئی عبادت کا درجہ رکھتی تھی۔

انیس بحیثیت مرثیہ گو :- انیس کو شاعری اور زبان دانی ورثے میں ملی تھی۔ اس لئے بچپن ہی سے شعر کہنے لگے۔ انہوں نے غزل گوئی سے اپنی شاعری کا آغاز کیا۔ جب والد نے سمجھایا کہ عاقبت کی فکر بھی لازم ہے تو سلام اور مراثی کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس صنف کو آسمان تک پہنچا دیا۔ مختلف علوم پر حاوی تھے۔ گھڑ سواری اور سپہ گری سے بھی واقف تھے۔ اس لئے مرثیہ گوئی میں بے مثال کامیابی حاصل ہوئی۔ انہوں نے بیش بہا مراثی کا ذخیرہ چھوڑا ہے۔
انیس انسانی نفسیات سے گہری واقفیت رکھتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ کس صورت حال میں کون واقعہ پیش آ سکتا ہے یا کس موقع پر کون سا کردار کیا قدم اٹھائے گا یا اس کی زبان سے کیا کلمات ادا ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ انیس نے کردار نگاری میں بڑی مہارت کا ثبوت دیا ہے۔ اس صنف میں کردار نگاری بہت مشکل تھی کیونکہ کرداروں کی تعداد بہت زیادہ

P.T.O

ہے۔ وجہ یہ کہ یہ کردار مختلف قسم کے ہیں۔ ایک طرف نیک دیندار لوگ ہیں تو دوسری طرف بے ادب ہیں۔ کربلا کے کرداروں میں مرد بھی ہیں عورتیں بھی ہیں اور بوڑھے بھی ہیں، بچے بھی اور نوجوان بھی۔ مختلف لوگوں کے مختلف مزاج ہیں۔ مگر انیس نے تمام کرداروں کا شاعرانہ انصاف کیا ہے۔

واقعات کی ترتیب اور تفصیل میں بھی شاعر نے بے مثال فن کاری کا ثبوت دیا ہے۔ مرثیہ کربلا کے سلسلے میں جتنے واقعات پیش آئے وہ تاریخ کی کتابوں میں موجود نہیں، صرف اشارے ملتے ہیں۔ یہ فن کار کا کمال ہے کہ اس نے اختصار شدہ کرداروں کو اپنے تخیل کے ذریعے عام کر دیا اور مربوط پلاٹ پیش کر دیے جن کا مرثیہ "نکلا کمار سے میدان شہر مجاہد" اس کی بہترین مثال ہے۔

انیس نے ایک مرثیے میں خدا سے دعا کی تھی کہ مجھے ایسی مہارت عطا فرما کہ "خوں برستا نظر آئے جو دکھاؤں صف جنگ" ایسا لگتا ہے کہ ان کی دعا قبول ہو گئی اس لیے کہ انیس نے جو واقعہ بیان کیا اس کی تصویر آنکھوں کے سامنے عیاں ہو جاتا ہے۔ انیس نے اپنے مرثیوں میں مختلف مناظر پیش کیے ہیں اور ہر جگہ موقع محل کا حق ادا کر دیا ہے۔ مرثیے کا موضوع میں اخلاق جیسی خوبی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ اسے اخلاق سے متعلق تعلیم کہہ سکتے ہیں۔ لہذا مرثیے میں نیکی، ہمدردی، ایثار اور حق گوئی کی ترغیب دلائی ہے۔ اور یہ سبق دیتے ہیں کہ انسان کو باطل کے مقابلے میں حق کا ساتھ دینا چاہیے اور اس سلسلے میں جن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے انہیں بہادری کے ساتھ برداشت کرنا چاہیے۔

شاعری کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بہترین الفاظ بہترین ترتیب کے ساتھ یکجا کر دیے جائیں تو شعر وجود میں آتا ہے۔ انیس کا مرثیہ اس کسوٹی پر پورے اترتے ہیں۔ انہیں زبان پر ایک غیر معمولی قدرت حاصل ہے۔ وہ اس قدر محتاط واقف ہیں کہ کہاں کون سا لفظ موزوں اور مناسب ہوگا۔ گویا فصاحت ان کی زبان کا وصف خاص ہے۔ انیس کو اس کا بھی سلیقہ ہے کہ کس موقع پر کس کردار کی زبان سے کیا بات ادا کرائیں۔ اسی کا نام بلاغت ہے۔

انیس کی مراثی سے اردو زبان کا دامن بہت وسیع ہوا اور اس میں ہر موقع و محل سے متعلق اظہار خیال کی صلاحیت پیدا ہوئی۔ اردو شاعری میں ابھی تک کسی نے اتنے الفاظ محاورات استعمال نہیں کیے۔ انیس کے مرثیہ میں ڈرامہ کی شان پیدا کی اور

۲۱ ۱ ۰۵

اسے وسیع کیا۔

انیس کی مرثیہ نگاری کا تنقیدی جائزہ :-

ڈاکٹر احسن فاروقی کے نزدیک دنیا کے پانچ بڑے شاعروں میں انیس کو برتری حاصل ہے۔ اس لئے کہ شاعری زبان دانی، لفظوں کی کرشمہ سازی، اور انداز پیش کش کا نام ہے۔ لہٰذا انیس سے متعلق یہ خیال کہ وہ فن درست جامع زبان تھے صرف مقصد درست ہے۔ بیانیہ شاعری میں ان کا جواب نہیں۔ مگر ان کی شاعری ایک خاص قوم کے مذہبی اعتقادات سے متعلق ہے۔

انیس سے متعلق دو نقطے نظر ہیں ایک گروہ کا خیال ہے کہ میر انیس کی شاعری دوسرے درجہ کی شاعری ہے۔ اور وہ صرف اس وجہ سے مشہور ہو گئے ہیں کہ انہوں نے ایک خاص صنف یعنی مرثیہ میں طبع آزمائی کی۔ جہاں مقابلہ بہت کم تھا۔ دوسرے گروہ کا خیال ہے۔ کہ اگر میر انیس خود کو صرف مرثیہ تک محدود نہ کرتے تو ان کی شاعری دنیا کی بہترین شاعری میں شامل ہوتی۔ مرثیہ نگاری نے ان کی شاعری کو فائدہ اور نقصان دونوں پہنچایا۔ فائدہ یوں کہ وہ بہت جلد شاعروں میں نمایاں حیثیت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور نقصان یوں کہ اس کی وجہ سے ان کی شہرت ایک مخصوص دائرے میں محدود ہو کر رہ گئی۔

میر انیس کی شاعری کا بہترین حصہ ان کی بیانیہ شاعری ہے۔ بیان خواہ کسی واقعہ کا ہو یا کسی منظر یا میدان جنگ کا اس میں انیس کا جواب نہیں جو کسی شعر کی ہو بہو تصویر کشی کیسے میر انیس کا کوئی جواب نہیں۔ مگر اس کے برعکس ایسے مقامات پر جہاں تخیل اور نازک خیالی کی ضرورت ہے میر انیس اس طرح ناکام نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میر انیس کی تشبیہات حقیقی تاثر پیدا کرنے سے ناکام ہیں۔ میر انیس کی بیانیہ شاعری کا سارا حسن اور کمال جزئیات کی تفصیل میں پوشیدہ ہے۔ بیانیہ شاعری کا کمال یہ ہے کہ شاعر واقعے کی تمام جزئیات کو تفصیل سے بیان کرے اور انیس کی شاعری میں مرقع کشی کا یہ کمال پوری طرح پایا جاتا ہے۔ انیس کا مشاہدہ انتہا کا گہرا ہے اور وہ کسی واقعے یا منظر کو بیان کرتے وقت اس کے معمولی سے معمولی جز کو بھی فراموش نہیں کرتے۔ چنانچہ گھوڑے یا تلوار کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی تعریف میں دریاؤں کے دریا [illegible] ملا دیتے ہیں۔

گھوڑے کا قاعدہ ہے کہ جب بہت تیز دوڑتا ہے تو دونوں کان بالکل کھڑے کر لیتا ہے۔
ایک دوسری جگہ گھوڑے پر سوار ہونے کا منظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں —

"وہ باگ موڑ کے رکھنا اک ادا کے ساتھ" —

شہسواری کا قاعدہ ہے کہ بیٹھتے وقت گھوڑے سے ذرا دور ہٹ کر بیٹھنا ہوتا ہے۔ اور بیٹھنے سے پہلے ہمیشہ گھوڑے کی ایال پر ہاتھ رکھ کر جھکاتے ہیں۔
قدیم مناظر کی قرأت کشی میں بھی میر انیس نے اپنی جانکاہ سعی کا ثبوت دیا ہے۔ میر انیس سے قبل اس صنف پر اردو میں بہت کم توجہ کی گئی تھی۔ اس ضمن میں میر ضمیر کی کوشش قابل قدر ضرور ہے لیکن وہ نقش اول تھا۔ اس خاص شعبے کو دراصل میر انیس نے کمال تک پہنچایا۔ گرمی کا بیان یوں لکھتے ہیں

وہ لو وہ آفتاب کی حدت وہ تاب و تب — کالا تھا رنگ دھوپ سے دن کا مثال شب
پانی تھا آگ گرمی روز حساب تھی — ماہی جو سیخ موج تک آئی کباب تھی

دشت کربلا کا بیان یوں لکھتے ہیں۔

تھی دشت کربلا کی اس رشک آسماں
تھا دور دور تک شب مہتاب کا سماں
جھکتے ہوئے ستاروں پہ ذروں کا تھا گماں
نہر فرات بیچ میں تھی مثل کہکشاں

میر انیس کی اس بیانیہ شاعری کا اصل راز ان کی زبان و بیان میں مضمر ہے۔ اردو زبان لکھنؤ میں آکر خوبصورت ہوئی اور اس کو خوبصورت بنانے میں اچھا خاصا حصہ میر انیس کا ہے۔ خود میر انیس کے بیان کے مطابق وہ لکھنؤ اشراف کی زبان لکھتے ہیں۔
میر انیس کا دور لکھنؤ میں جنسی عیاشی کے عروج کا دور تھا اور لکھنؤ کی شاعری میں فحش عام میل جول کی وجہ سے زبان میں ہیجانی عناصر اچھی خاصی حد تک داخل ہو گئے تھے۔ دلچسپ وجہ ہے کہ انیس کی زبان میں بھی ہیجانی عناصر غلط طور پر موجود ہیں مثلاً۔

نے ہے منافقوں کی رکھا گیا ہے انیس
شہ اپنا پیٹتے ہوئے جاتے ہیں حسین۔

P.T.O

حالانکہ ان بیشتر عناصر چھوڑ کر میر انیس کی زبان پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ انتہائی فصیح، شستہ، سادہ اور پر اثر ہے۔ فصاحت انیس کا سب سے بڑا جوہر سمجھا جاتا ہے۔ میر انیس نے اردو شعراء میں سب سے زیادہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور طرح طرح کے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ ان کے مرثیوں میں بہت کم غیر فصیح الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ انیس کی زبان لکھنؤ کی اس وقت کی مروجہ اور شستہ زبان ہے۔ انہوں نے اپنے کلام میں کثرت سے اور روزمرہ محاوروں کا استعمال کیا ہے۔ مگر اس کے باوجود میر انیس نے [illegible] کے بھرتی الفاظ سے پوری طرح پرہیز کیا۔ میر انیس کا ذخیرۂ الفاظ انتہائی وسیع ہے اور وہ ہر موقع کیلئے مناسب ترین الفاظ کا انتخاب پر قادر ہیں۔

میر انیس کی مرثیہ میں کردار نگاری اور ان کے اسلوب [illegible] سے متعلق چند ناقدین کی جانب سے اختلاف کیا گیا ہے۔ مثلاً ان کے تمام کردار ایک طرح کے نظر آتے ہیں۔ حسین اور عباس میں کوئی فرق نہیں ہے اگر ان کے ناموں کو مخفی رکھا جائے تو ایک ہی سے اوصاف دونوں پر چسپاں ہوتے ہیں۔ اور دونوں میں تشخص ممکن نہیں۔ ان کے کلام کا باب [illegible] میں انیس کمزور ہیں۔ اس کی نشاندہی کلیم الدین احمد نے کی ہے۔ مثلاً:

"انیس کے یہاں جب دو حریف مقابلے میں آتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ امام یا امام کی طرف والے حضرات میں ہر طرح کا زور ہے اور دوسری طرف والے سب کمزور اور ہیچ ہیں۔"

اچھا شاعر اس طرح کی طرفداری کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس طرح کی طرفداری [illegible] لغیر [illegible] اہلبیت پر بھی دکھائی جا سکتی ہے۔ کردار نگاری کی خامیوں میں سے [illegible] کیفیت کا فقدان بھی ہے۔ ان کے کردار اس اطمینان سے بات چیت کرتے نظر آتے ہیں جیسے کہ وہ میدان جنگ میں نہیں بلکہ باغ میں ٹہل رہے ہوں۔

اس کے باوجود میر انیس ایک باکمال مرثیہ گو ہیں اور ان کی مرثیہ نگاری بھی عقیدت کا اظہار [illegible] جس کا مقصد ثواب آخرت حاصل کرنا تھا۔ اس لئے اسی تناظر میں ہی میر ببر علی انیس کی مرثیہ نگاری کا جائزہ مناسب ہوگا۔

24/9/20